

سید سلیمان ندوی

بُشریٰ

[علامہ سید سلیمان ندوی کے اس مقالے کی پہلی قسط جون ۱۹۹۷ء کے شمارے میں درج کی گئی تھی، زیر نظر قسط پر مقالہ مکمل ہو گیا۔ مدیر]
کتب سابقہ میں اسمائے جمالیہ کی یہ کثرت نہیں ملتی!

تورات کے اسفار اور انجیل کے صحیفوں میں ایک ایک ورق ڈھونڈو، کیا اللہ تعالیٰ کے یہ پر محبت، یہ سراپا مہر و کرم اسماء و صفات کی یہ کثرت تم کو وہاں ملے گی؟ اسلام اللہ تعالیٰ کے لیے ماں اور باپ کا لفظ یہود و نصاریٰ اور ہنود کی طرح استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا، مگر اس لطف احساس اور مہر و کرم کے جذبات و عواطف سے وہ بے برہ نہیں جن کو یہ فرقے اپنا مخصوص سرمایہ روحانی سمجھتے ہیں، مگر بات یہ ہے کہ ان روحانی جذبات اور معنوی احساسات کے ساتھ وہ شرک و کفر کی اس ضلالت اور گمراہی سے بھی انسان کو بچانا چاہتا ہے جو ذرا سی لفظی غلط فہمی سے مجاز کو حقیقت اور استعارہ کو اصلیت سمجھ کر، پاک اور سرتاپا روحانی معانی کو مادی اور مجسم یقین کر لیتے ہیں، اور اس لیے وہ اس بلند تر توحید کی سطح سے بہت نیچے گر کر سررشتہ حقیقت کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں۔

اسلامی تعبیرات نہایت محتاط ہیں۔

اسلام، منظم ازل کا آخری پیغام ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ وہ اس قسم کی لغزشوں سے پاک و متبراہن، حقائق روحانی کی تعبیر کے لیے یقیناً مادی اور جسمانی استعارات اور مجازات سے چارہ نہیں، تاہم ایک دائمی مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ان استعمالات کی غلطیوں اور غلط فہمیوں سے محفوظ رکھے، چنانچہ اسلام نے اسی بناء پر ان استعارات اور مجازات کے استعمال میں بڑی احتیاط برتی ہے اور خدا کے مہر و کرم اور عشق و محبت کے تذکروں کے ساتھ، ادب و لحاظ کے قواعد کو فراموش نہیں کر دیا ہے، قرآن مجید اور احادیث، روحانی عشق و محبت کے اُن دل آویز اور ولولہ انگیز حکایات سے معمور ہیں، بایں ہمہ وہ انسان کو بیٹا اور خدا کو باپ نہیں سمجھتا کہ عبد و معبود کے تعلقات کے اظہار کے لیے اس کے نزدیک یہ کوئی بلند تر تعبیر نہیں، وہ خدا کو آب (باپ) کے بجائے ”رب“ سمجھ کر پکارتا ہے، وہ اس کو تمام دنیا کا باپ نہیں، بلکہ تمام دنیا کا رب سمجھتا ہے۔

"آب" اور "رَب"

"آب" اور "رَب" ان دونوں لفظوں کا باہمی معنوی مقابلہ کرو تو معلوم ہو گا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا تخیل اسلام کے مطمح نظر سے کس درجہ پست ہے۔ اب یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے سے ایک خاص کیفیت اور مدت سے لے کر ایک محدود عرصہ تک رہتا ہے، اس کے وجود میں اس کو یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے، مگر اس کے قیام و بقا، زندگی، ضروریات زندگی، سامانِ حیات، نشوونما اور ارتقاء، کسی چیز میں اس کی ضرورت نہیں ہوتی، عہد طفلی تک شاید کچھ اور واسطہ ہو، اس کے بعد تو بچہ اپنے والدین سے الگ، مستقل اور بے نیاز زندگی بسر کرتا ہے، مگر ذرا غور کرو، کیا عبد و معبود اور خالق و مطلق کے درمیان جو ربط و تعلق ہے اس کا انتظاع کسی وقت ممکن ہے، کیا بندہ اپنے خدا سے ایک دم اور ایک لمحہ کے لیے بھی بے نیاز اور مستغنی ہو سکتا ہے، کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق کی طرح محدود اور مخصوص اللوقات ہے؟

رب کا مضموم

ربوبیت (پرورش) عبد و معبود اور خالق و مطلق کے درمیان اس تعلق کا نام ہے جو آغاز سے انجام تک قائم رہتا ہے، جو ایک لمحہ کے لیے منقطع نہیں ہو سکتا، جس کے بل اور سہارے پر دنیا اور دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے۔ وہ گھموارہ قدم سے لے کر فٹائے مضی کی منزل تک ہر قدم پر موجودات کا ہاتھ تھامے رہتا ہے، وہ ذرہ ہو یا اسیتر، قطرہ آب ہو یا قطرہ خون، مضغہ گوشت ہو یا مشیت استخوان، حکم مادر میں ہو یا اس سے باہر، بچہ ہو یا جوان، اذھیٹ ہو یا بوڑھا، کوئی اکن، کوئی لمحہ، رب کے مہر و کرم اور لطف و محبت سے استغناء اور بے نیازی نہیں ہو سکتی۔

علاوہ ازیں باپ اور بیٹے کے الفاظ میں مادیت، جسمانییت، ہم جنسی اور برابری کا جو تخیل پیدا ہوتا ہے، اس سے لفظ رب یک قلم پاک ہے، اور اس میں ان صفاتوں اور گمراہیوں کا خطرہ نہیں جن میں نصرانیت اور ہندویت نے ایک عالم کو مبتلا کر رکھا ہے۔

ایمان کی اصل حُبِ الہی ہے!

اب ہم کو ان آیتوں اور حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہے جن سے روشن ہو کہ اسلام کا سینہ اُس انہی و ابدی عشق و محبت کے نور سے کس درجہ معمور ہے اور وہ خفاۃِ اہلت کی سرشاری کی یاد پہلے ہوئے انسانوں کو کس طرح دلا رہا ہے۔ اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے، ایمان کی سب سے بڑی خاصیت اور علامت "حُبِ الہی" ہے اور یہ وہ دولت ہے جو اہل ایمان کی پہلی جماعت کو عملاً نصیب ہو

چکی تھی، زبانِ الہی نے شہادت دی۔

والذین امنوا اشدَّ حبًّا لله (بقدرہ) [جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔]
اس لفظِ محبت کے سامنے باپ، ماں، اولاد، بھائی، بیوی، جان، مال، فائدان سب قربان اور شہر ہو جانا چاہیے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ان کان اباؤکم و ابناءؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموالہن اقترفتموھا و تجارتہن تخشون کسادھا و مسکن ترصنونها احب الیکم منی اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ قترصبوا حتی یاتی اللہ بامرہ (توبہ) [اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ، اور وہ دولت جو تم نے کمائی ہے اور وہ سودا گری جس کے ماند پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہے، خدا اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ محبوب اور پیارا ہے، تو اس وقت تک انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لے آئے۔]
ایمان کے بعد اگر لفظِ محبت کی سرشاری نہیں ملتی تو وہ بھی حادہ حق سے دوری ہے، چنانچہ جو لوگ کہ راہ حق سے بھٹکتا چاہتے تھے ان کو پکار کر سدا دیا گیا۔

یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یأتی اللہ بقوم یرحمہم و یرحمونہ (مائدہ) [علمان! اگر تم میں سے کوئی اپنے دینِ اسلام سے پھر جانے کا تو خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں، وہ ایسے لوگوں کو لاکھڑا کرے گا جن کو وہ پیار کرے گا اور وہ اس کو پیار کریں گے۔]

آثار و علامات

حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔" ہر معنوی اور روحانی حقیقت ظاہری آثار اور جسمانی علامات سے پہچانی جاتی ہے، تم کو زید کی محبت کا دعویٰ ہے، مگر نہ تمہارے دل میں اس کے دیدار کی تڑپ ہے، نہ تمہارے سینے میں صدمہ فراق کی جلن، اور نہ آنکھوں میں مجروحہ جدائی کے آنسو ہیں تو کون تمہارے دعوے کی تصدیق کرے گا۔ اسی طرح خدا کی محبت اور پیار کے دعوے دار تو بہتیرے ہو سکتے ہیں، مگر اس غیر محسوس کیفیت کی مادی نشانیوں اور ظاہری علامتیں اس کے احکام کی پیروی اور اس کے رسول کی اطاعت ہے، خدا کے رسول کو اس اعلان کا حکم ہے۔
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ (آل عمران) [اگر تم کو خدا سے محبت ہے تو میری پیروی کرو کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا۔]

طبقاتِ انسانی میں متعدد ایسے گروہ ہیں جن کو خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے۔
ان اللہ یحب المحسنین (مائدہ) خدا نیکی کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔
ان اللہ یحب التوابین (بقدرہ) خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔

ان الله يحب المتوكلين (آل عمران) خدا توکل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔
 ان الله يحب المقسطين (مائدہ) خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے۔
 ان الله يحب المتقين (توبہ) خدا پرہیزگاروں کو پیار کرتا ہے۔
 ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله (صف) خدا ان کو پیار کرتا ہے جو اس کے راستہ میں لڑتے ہیں۔

والله يحب الصبرين (آل عمران) اور خدا صبر کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔
 والله يحب المتطهرين (توبہ) اور خدا پاک صاف لوگوں کو پیار کرتا ہے۔

غم و خوف کا تریاق

دنیا کے عیش و مسرت، باغ و بہار، شادی و خوشی میں اگر کوئی خیال کا کاٹھا سا چھتا ہے اور ہمیشہ انسان کے عیش و سرور کو مکمل اور منقص بنا کر بے فکری کی بہشت کو، غم و غم کی جہنم بنا رہتا ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے، پہلے کا نام حزن و غم ہے اور دوسرے کا نام خوف و دہشت ہے، غرض غم اور خوف یہی دو کانٹے ہیں جو انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ چبھتے رہے ہیں، لیکن جو محبوب حقیقت کے طلبگار اور اس کے والد و شیدائیں، ان کو بشارت ہے کہ ان کا چمنستان عیش اس غار زار سے پاک ہوگا۔

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون (یونس) [ہاں خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔]

محبت کا جو جذبہ بڑے کو چھوٹے کے ساتھ احسان، نیکی، درگزر اور عفو و بخشش پر آمادہ کرتا ہے، اس کا نام "رحم" اور "رحمت" ہے، اسلام کا خدا تمام تر رحم ہے، اس کی رحمت کے فیض سے عرصہ کائنات کا ذرہ ذرہ سیراب ہے، اس کا نام رحمان و رحیم ہے، جو کچھ یہاں ہے سب اس کی رحمت کا ظہور ہے، وہ نہ ہو تو کچھ نہ ہو، اسی لیے اس کی رحمت سے ناامیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے۔ مجرم سے مجرم اور گناہ گار سے گناہ گار کو وہ نوازنے کے لیے ہمہ وقت آمادہ و تیار رہے۔ گناہ گاروں اور مجرموں کو وہ "میرے بندے" سمجھ کر تسلی کا یہ پیغام بھیجتا ہے۔

قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمتي الله ان الله يغفر الذنوب جميعا ان الله الغفور الرحيم (زمر) [اے پیغمبر! میرے ان بندوں کو پیام پہنچادے جنہوں نے اپنی مافوق پر ظلم کیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اللہ یقیناً تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے کہ وہی بخش کرنے والا اور رحم کھانے والا ہے۔]

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت سناتے ہیں تو کہتے ہیں۔

ولا تكن من القانطين [ناسیدوں میں سے نہ ہو۔]

خلیل اللہ اس رمزے نا آشنا متھے کہ مرتبہ غلت محبت سے مافوق ہے۔ جواب دیا:

ومن يقنط عن رحمة ربه الا القوم الضالون (حج) [اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔]

خدا کے بندوں کی جانب سے کوئی پابندی عائد نہیں، مگر اس نے خود اپنی رحمت کے اقتضاء سے اپنے اوپر کچھ چیزیں فرض کر لی ہیں، مجملہ ان کے ایک رحمت ہے، خدا مجرموں کو سزا دے سکتا ہے، وہ گناہ گار پر عذاب بھیج سکتا ہے، وہ سہ کاروں کو ان کی گستاخیوں کا مزہ چکھا سکتا ہے، وہ غالب ہے، وہ قاہر ہے، وہ جبار ہے، وہ مستقم ہے، لیکن ان سب کے ساتھ وہ غفار و غفور ہے، رحمان و رحیم ہے، رؤف و عفو ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس نے اپنے اوپر رحمت کی پابندی خود بخود عائد کر لی ہے اور اپنے اوپر اس کو فرض گردان لیا ہے۔

كتب على نفسه الرحمة (انعام) [اللہ نے از خود اپنے اوپر مہربانی کرنے کو لازم کر لیا ہے۔]
قاصد خاص کو حکم ہوتا ہے کہ ہمارے گناہ گار بندوں کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور تسلی کا یہ پیام دو کہ اس کا باب رحمت ہر وقت کھلا ہے۔

واذا جاءك الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مِنْ عَمَلٍ صَوِّءٍ بِجَهَالَتِهِ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَاصْلَحَ فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (انعام) [اے پیغمبر! جب تیرے پاس وہ آئیں جو میری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو ان کو کہہ کہ تم پر سلامتی ہو، تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر از خود اپنے بندوں پر مہربان ہونا لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے براہ نادانی برائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور نیک بنے تو بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔]

قرآن کی تعلیم کے مطابق اس وسیع عرصہ کائنات کا کوئی ذرہ اس سایہ رحمت سے محروم نہیں۔
و رحمتی وسعت کل شیء (اعراف) [اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔]

عفو عام کی بشارت

بخاری و ترمذی وغیرہ کی صحیح حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس عالم کو پیدا کیا تو اس نے اپنے دست خاص سے اپنے اوپر رحمت کی پابندی عائد کر لی۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ ”اگر مومن کو یہ معلوم ہو کہ خدا کے پاس کتنا عتاب ہے تو وہ جنت کی طمع نہ کرتا اور اگر کافر کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کی رحمت کس قدر بے حساب ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہوتا۔“ یہ اسلام کے تنزیل کی صحیح تعبیر ہے، بارگاہِ احمدیت کا آخری قاصد اپنے دربار کی جانب گناہ گاروں کو